خرطوم کے لیے جنگ

حافظ محمد عبداللہ ؒ

۱۵؍اپریل ۲۰۲۳ءکو خرطوم کے باسیوں کی آنکھ گولیوں کے چلنے اور گولہ باری اور فضائی بمباری کے دھماکوں سے کھلی۔ نیلے اور سفید دریائے نیل کے سنگم پر واقع دارالحکومت خرطوم کے تینوں مرکزی اضلاع کے داخلی راستوں پر سوڈانی فوج اور الدعم السریع (Rapid Force) کے جنگجوؤں کے درمیان لڑائی شروع ہوچکی تھی۔ حکومتی انتظامی دفاتر سے اٹھتے ہوئے دھوئیں کے مرغولے لڑائی کی شدت اور ہولناکی پر دلالت کر رہے تھے۔

سوڈانی وزیر صحت کے مطابق اس وقت تک اس لڑائی میں ۵ ہزار افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، جب کہ ۶ ہزار سے زائد شدید زخمی ہیں۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک کروڑ سے زیادہ بچے، مرد اور خواتین، بے گھر اور بے در ہو چکے ہیں۔

یہ مسلح ملیشیا جسے 'ریپڈ فورس' کا نام دیا گیا تھا، ۲۰۱۳ء میں اس وقت قائم کی گئی تھی جب مقتدرہ کو دارفور کے علاقے میں علیحدگی پسند مسلح تحریک کا سامنا تھا۔ مسلح تنظیمیں یکے بعد دیگرے قصبوں اور شہروں پر قبضہ کرتی چلی جارہی تھیں اور اس کھلے صحرائی علاقے اور دُور دراز کے پہاڑی علاقوں میں ان کے سامنے سوڈان کی مسلح فوج بے بس تھی۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ باقاعدہ فوج کی جنگی تربیت صحرائی جنگ لڑنے کی تھی ہی نہیں اور نہ وہ ایسی جنگ لڑنے کے لیے ضروری اسلحے اور وسائل ونقل وحمل سے لیس تھی۔ عشروں تک یہ فوج جنوبی سوڈان کے جنگلوں میں جنگ لڑتی آئی تھی۔ اس کی تربیت اور اس کے لیے اسلحہ بھی اسی نوعیت کی جنگ لڑنے کے لیے فراہم کیا گیا تھا۔

ؒ شعبہ اُمور خارجہ، منصورہ، لاہور

دوسری طرف دارفور کے علیحدگی پسندوں کا اصل ہتھیار ان کی تیز ترین نقل و حرکت، گوریلا جنگی چالیں، ’فور بائی فور گاڑیاں‘ اور ان پر نصب مشین گنیں تھیں، جن کا مقابلہ سوڈان کی باقاعدہ فوج اور اس کے بھاری بھرکم اسلحے کے بس میں نہیں تھا۔

لہٰذا، فوج کے منصوبہ سازوں نے اس کا حل یہ سوچا کہ دارفور کے علاقے میں موجود قبائلی جنگجوؤں کو منظم اور مسلح کیا جائے۔ علیحدگی پسندوں کے مقابل انھیں بھی ویسی ہی ’فور بائی فور گاڑیاں‘ اور ہلکی مشین گنیں اور آٹومیٹک رائفلیں دی جائیں اور انھیں تربیت دی جائے تاکہ یہ دشمن کا مقابلہ اسی چابک دستی سے کرسکیں۔ اس مقصد کے لیے علاقے کے ان عرب جنگجو قبائل کے افراد کو منظم کیا گیا جو پہلے ہی خانہ جنگی اور علیحدگی پسندوں کے ہاتھوں ستائے ہوئے اور انتقام کی آگ میں سُلگ رہے تھے۔ عوامی زبان میں ان کا نام ’جنجوید‘ تھا یعنی گھڑسوار سپاہی۔ جلد ہی علاقے میں ان جنگجو سپاہیوں کی دھاک بیٹھ گئی اور انھیں یکے بعد دیگرے کامیابیاں ملنے لگیں، بہت سے علاقے جو باغیوں کے زیر تسلط تھے یکے بعد دیگرے واگزار ہونے لگے۔ تاہم، اس ساری کارروائی میں باقاعدہ فوجی ڈسپلن کا نہ صرف فقدان تھا بلکہ طاقت کے استعمال میں حد سے تجاوز ہی اس فورس کا طرۂ امتیاز تھا۔ ’جنجوید‘ پر تسلسل کے ساتھ انسانیت کے خلاف جرائم، قتل عام اور نسل کشی جیسے الزامات لگتے رہے۔

دوسری طرف خرطوم کے فیصلہ ساز اپنے فیصلے کی اصابت پر داد و تحسین وصول کرنے میں لگے ہوئے تھے اور نتائج و عواقب سے بے نیاز ہوکر اس ریپڈ فورس کے لیے ریاست کے بجٹ میں بڑے بڑے وسائل رکھے جا رہے تھے۔ اس وقت بھی جہاندیدہ لوگوں نے اس سارے عمل اور اس کے خوف ناک نتائج و عواقب سے یہ کہہ کر خبردار کیا تھا کہ ’’ایک ہی ریاست میں دو فوجیں نہیں ہوسکتیں‘‘۔ لیکن اس رائے کو کوئی وقعت نہیں دی گئی اور ایسے خیالات کے مالک بہت سے افسران کو فارغ کر دیا گیا۔

تاہم، اصلاح احوال کی خاطر ۲۰۱۷ء میں سوڈانی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا، جس کا نام Rapid Forces Act رکھا گیا۔ اس قانون میں صاف لکھا تھا کہ یہ ریپڈ فورس، سوڈان کی باقاعدہ افواج کے کمانڈر ان چیف کے تابع ہوگی۔ سیکڑوں فوجی افسروں اور ملٹری انتظامیہ کے

دیگر ارکان کو ڈیپوٹیشن پر اس 'جنجوید فورس' میں تعینات کیا گیا جنھوں نے انھیں لڑنے کی تربیت بھی دی اور جنگی چالیں بھی سکھائیں۔ تاہم، اس سب کے باوجود مجموعی طور پر اس ملیشیا کا رنگ ڈھنگ قبائلی ہی رہا اور قائد اعلیٰ کی حیثیت سے اس پر گرفت جنرل حمیدتی کی رہی، جن کا تعلق اسی علاقے کے طاقت ور قبیلے دقلو سے ہے۔

۲۰۱۵ء میں یمن کی خانہ جنگی شروع ہوئی اور محمد بن سلمان نے عرب فوجی اتحاد قائم کیا تو سوڈان کی مسلح افواج کے ساتھ اس 'جنجوید فورس' کے سپاہی بھی دادِ شجاعت دینے یمن پہنچے۔ اس طرح بین الاقوامی فرنٹ پر بھی انھیں اپنی لڑنے کی صلاحیت آزمانے، جنگی تجربہ حاصل کرنے اور اس کے قائد حمیدتی کو بین الاقوامی شخصیات اور اداروں کے ساتھ خصوصی نجی اور ذاتی تعلقات استوار کرنے کا خوب موقع ملا۔

۲۰۱۸ء کے اختتام پر خرطوم میں مظاہرے پھوٹ پڑے، جن کا اختتام صدر عمر حسن البشیر کے استعفا اور پھر قید کی صورت میں نکلا۔ 'ریپڈ فورس' کے قائد حمیدتی کو اپنا مفاد اسی میں نظر آیا کہ صدر عمر حسن البشیر کی طاقت ور اور تجربہ کار شخصیت ان کے راستے سے ہٹ جائے اور انھیں طالع آزمائی کا موقع مل سکے، لہٰذا انھوں نے اپنا وزن صدر مخالف پلڑے میں ڈال دیا۔

اگلے ہی سال ۲۰۱۹ء میں مظاہرین ایک بار پھر سڑکوں پر تھے اور ان کا مطالبہ تھا کہ مسلح افواج یکسر سیاسی عمل سے باہر ہو جائیں۔ اس بار مظاہرین نے دھرنے کا مقام سوڈانی افواج کے ہیڈکوارٹر کے سامنے چنا۔ دھرنا طویل ہوا تو طاقت کے استعمال کا فیصلہ کیا گیا اور جس میں مبینہ طور پر سیکڑوں نوجوان جان سے گئے۔ اس قتل عام میں 'جنجوید' کے سپاہی پیش پیش تھے اور ان پر ایک بار پھر یہ الزام لگا کہ ''اس ملیشیا نے انسانیت کے خلاف جرائم کا ارتکاب کیا ہے''۔ حد یہ ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات کے لیے بننے والے کمیشن کی رپورٹ کبھی منظر عام پر نہیں آسکی۔

ریپڈ فورس کی خودسری کا آغاز اس وقت ہوا جب عبوری دور کے لیے حکمران کونسل کے سربراہ اور سوڈانی افواج کے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل عبدالفتاح برھان نے ریپڈ فورس ایکٹ کی دفعہ ۵ کو منسوخ کرتے ہوئے اسے کسی بھی قانونی مواخذے سے بالاتر قرار دیا۔ مقصد یہ تھا کہ اس کے غیر قانونی اقدامات کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ اس استثنا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

ریپڈفورس کے قائدحمیدتی نے بہت سے اہم اُمور، جن میں فورس میں نئی بھرتیاں ، نئے اور جدید اسلحے کی خریداری، اپنی فورس اور اپنے لیے مالی وسائل کی فراہمی وغیرہ شامل تھے، ان میں من مانی شروع کردی۔ گذشتہ چار برسوں میں ریپڈ فورس جس کی تعداد صدر عمرحسن البشیر کے دور میں صرف ۲۵ ہزار تھی، اس سے چار گنا زیادہ بڑھا کر اس کے سپاہیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ کرلی گئی ہے۔اس فورس کی قائدانہ آسامیوں پر اپنے بھائی بندوں اور اقربا، برادری اور قبیلہ کے افراد سے بھرلیا گیا ہے۔ مالی وسائل کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے علاقے میں موجود اور سونے کی کانوں کے لیے مشہور 'جبل عامر' پر مکمل قبضہ کرلیا ہے۔

دوسری طرف جنرل حمیدتی نے اندرون ملک امور سیاست و سیادت میں بھی تیزی کے ساتھ اپنا اثر ونفوذ بڑھایا۔ جنرل عمرحسن البشیر کے بعد بننے والی مجلس حاکمہ میں دو بار نائب صدر مقرر کیے گئے۔ مالیات اور فائنانس کی شد بد نہ ہونے کے باوجود وہ کابینہ کی مالیاتی کمیٹی کے صدر بنے اور طرفہ تماشا یہ تھا کہ نامزد وزیراعظم جو کہ سوڈان کے معروف معیشت دان ہیں، عبداللہ حمدوک کے وزیراعظم ہوتے ہوئے بھی اس کمیٹی میں نائب کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حمیدتی کا شروع سے ہی ارادہ قومی ذرائع اور وسائل دولت وثروت پر قبضہ جمانا اور اسے اپنے ذاتی تصرف اور اختیار ونفوذ میں اضافے کے لیے استعمال کرنا تھا۔ عالمی ذرائع ابلاغ میں تواتر کے ساتھ یہ امر رپورٹ ہوتا رہا ہے کہ سوڈانی سونا خلیجی ملک متحدہ عرب امارات اور اسی طرح روس میں بھی بلاروک ٹوک اور بڑی مقدار میں فروخت کیا جاتا رہا ہے۔

یہ بالکل درست بات ہے کہ ''وقت کرتا ہے پرورش برسوں حادثہ ایک دم نہیں ہوتا''۔ سوڈان کے معاملے میں بھی حالیہ خانہ جنگی کے اسباب کو برسوں نشوونما پانے کا موقع ملا اور آخرکار ۱۵/اپریل ۲۰۲۳ء کو وہ تاریک ایام شروع ہوئے، جن کے گہرے سایوں نے سوڈان اور سوڈانی قوم کے ترقی وخوش حالی اور امن واستحکام اور اس خطے کے لیے رول ماڈل بننے کے سارے خوابوں کو گہنا دیا۔